رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو قادیان دارالامان سے نکلتا ہے

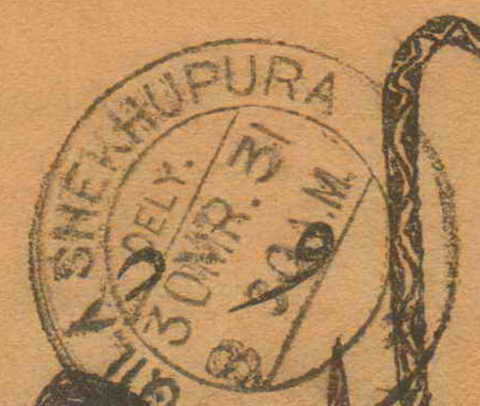

فاروق

قادیان

ایڈیٹر:- میر قاسم علی احمدی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد | قادیان مورخہ ۲۸ مارچ سنہ ۱۹۳۱ء مطابق ۸ ذیقعدہ سنہ ۱۳۴۹ھ | نمبر ۴۷

سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

(۲) خاکسار ایڈیٹر فاروق جیسا کہ گذشتہ پرچے میں عرض کر چکا ہے۔ ۱۹ مارچ کو بھلوال ضلع سرگودھا آریہ سماج کے جلسہ کی وجہ سے وہاں کی غیر احمدی پبلک کی خواہش پر گیا تھا۔ جہاں سے فائز المرام بخیریت تمام ۲۳ مارچ کو معہ اپنے رفیق سفر برادرم مولوی محمد یار صاحب مولوی فاضل کے قادیان واپس آگیا۔ اور اب یہ پرچہ تیار کر کے ۲۹ مارچ کو حیدرآباد دکن کی انجمن احمدیہ کے جلسہ پر جا رہا ہے۔ احباب بخیریت و کامیابی کے ساتھ واپسی کی دعا فرماویں۔ جہاں سے انشاء اللہ ۸ اپریل تک واپس آئیگا۔ اگلا پرچہ دو تین دن بعد لیٹ ہو کر نکلیگا۔

(۳) برادر مکرم جناب غلام محمد صاحب اختر شاکی واڑ ریلوے راولپنڈی کی مستقلی کے کاغذات اپریل کے شروع میں فیصلہ کے لئے پیش ہونے والے ہیں۔ احباب خاص توجہ سے اس دوست کی کامیابی کے لئے دعا فرماویں۔ خدا اجر عطا کریگا۔

(۴) برادر عزیز بابو نصیر الحق صاحب دہلی سے احباب کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں۔ کہ ان کو ایک خاص کام کے لئے دعاؤں کی ضرورت ہے۔ احباب ان کی دلی کامیابی کے واسطے درد دل سے توجہ فرما کر دعا کریں۔

تیسری اطلاع

الحمد للہ کہ فاروق کا پندرھواں سال اس پرچہ کے ساتھ ختم ہو کر اپریل سے سولہواں سال شروع ہوگا۔ اسلئے احباب کو تیسری دفعہ اطلاع دیجاتی ہے۔ کہ جن کا سالانہ یا ششماہی چندہ ۳۱ مارچ کو ختم ہو چکا ہے۔ انکے نام اپریل کے شروع میں وی پی ارسال ہونگے۔ جنکو آئندہ فاروق کی خریداری منظور نہ ہو یا اس وقت وی پی لینا نہ چاہیں۔ وہ بواپسی دفتر فاروق میں اطلاع بھیجدیں۔ جن کی طرف سے اطلاع آچکی ہے۔ ان کے نام وی پی نہ جائیگا۔

(مینجر فاروق)

(۵) شیخ محمد بشیر صاحب آزاد اپنی صحت جسمانی اور روحانی کیلئے دعا کے خواستگار ہیں۔ احباب دعا فرما کر ثواب حاصل کریں۔

(۶) اس پرچہ میں پردہ کے متعلق جو مضمون شائع ہوا ہے۔ وہ چونکہ ایک نہایت زبردست اور مدلل مضمون تھا۔ جس کو مکرمی اخویم ڈاکٹر نور محمد صاحب اسسٹنٹ سرجن پرائیویٹ پریکٹشنر لاہور نے رقم فرمایا ہے۔ اس کا باقساط شائع کرنا مضمون کو بے لطف کر دیتا۔ اس لئے یہ سارا مضمون ایک بار ہی اس پرچہ میں نکال دیا ہے۔ اس مضمون کو قبل از اشاعت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے ملاحظہ فرما کر اپنے دست مبارک سے اس پر مندرجہ ذیل الفاظ لکھکر ڈاکٹر صاحب کو واپس بھیجدیا:-

مکرمی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جزاکم اللہ۔ مضمون میں نے دیکھ لیا ہے۔ ایک لفظ درست کر دیا ہے۔ اور دو تین سطریں کاٹ دی ہیں۔ وہ تشریح طلب تھیں۔ ان سے مضمون میں نقص نہیں آیا۔ اللہ تعالےٰ مفید کرے"

مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ۴ مارچ سنہ ۳۱ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ مارچ ۱۹۳۱ء

کمیونی کیٹڈ

اسلامی پردہ

پردہ کے متعلق لوگوں کے خیالات

جب سے کہ مصطفےٰ کمال پاشا نے ٹرکی میں اور امان اللہ خاں نے افغانستان میں پردہ کے خلاف جہاد شروع کیا ہے۔ اس وقت سے دنیا بھر کے مسلمانوں میں دو گروہ پیدا ہو گئے ہیں۔ ایک تو وہ ہے۔ جو مروجہ پردہ کو اعلیٰ اخلاق اور روحانیت کے لئے نہایت ضروری خیال کرتا ہے۔ اور اس کو چھوڑنے کے لئے ہرگز تیار نہیں۔ اور دوسرا وہ گروہ ہے۔ جن میں سے بعض تو غیر مسلم اقوام (بالخصوص یورپین) کے اعتراضات سے تنگ آکر چار و ناچار پردہ کے خلاف ہو بیٹھے ہیں۔ اور قرآن مجید کی ان آیات کا جو پردہ کے متعلق ہیں ایسا مفہوم بنانے کی کوشش میں ہیں۔ جس سے مروجہ پردہ دور ہو جائے۔ اور قرآن مجید پر کوئی اعتراض دوسری اقوام کو نہ رہے۔ اور بعض ایسے بھی مسلمان ہیں۔ جو صرف سوسائٹی کی خاطر اپنے آپ کو مسلمان شمار کرتے ہیں۔ وگرنہ وہ نہ تو خدا کو مانتے ہیں۔ اور نہ مذہب کی قدر و منزلت ان کے دلوں میں ہے۔ وہ درحقیقت مادہ پرست ہیں۔ اور مادہ پرست اقوام کی دنیاوی ترقی اور عروج نے ان کے دلوں میں یہ خیالات پیدا کر دیئے ہیں۔ کہ جن باتوں پر عمل کر کے یورپ نے عروج حاصل کیا ہے۔ اگر وہی اختیار کر لی جائیں۔ تو ترقی یقینی ہو گی۔ مادہ پرست ہونے کی وجہ سے وہ مذہب کے بتلائے ہوئے قوانین کے حسن و قبح پر غور کرنے کے لئے بھی تیار نہیں ہوتے۔ ان کے دماغوں میں صرف یہی ایک دھن سمائی ہے۔ کہ کسی طرح یورپ کی تقلید کر کے وہ بھی وہی عروج حاصل کریں۔ جو یورپ کو حاصل ہے وہ یورپ کے عروج کو انتہائی عروج مانتے ہیں۔ اور ان کی غلط اور خلاف عقل باتوں کی کورانہ تقلید کو بھی لازمی قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ وہ پردہ جیسے اعلیٰ اصول کو بھی خیرباد کہنے کے لئے تیار ہیں۔ اور نہ صرف خود ہی تیار ہیں۔ بلکہ اس کوشش میں ہیں۔ کہ دوسرے بھی اس کو خیرباد کہدیں۔ مصطفےٰ کمال پاشا کا عمل ظاہر گواہ ہے۔ کہ وہ دوسرے گروہ کی قسم دوئم میں سے ہے۔ یعنی خود مادہ پرست ہے۔ اور اپنی ساری قوم کو مادہ پرست بنانا چاہتا ہے لیکن امان اللہ کے متعلق نہیں کہہ سکتے۔ کہ وہ دوسرے گروہ کی قسم اوّل سے ہے۔ یا دوئم سے۔ کمال پاشا کے مادہ پرست ہونے پر تو کسی کو کلام ہی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس نے صرف پردہ کے خلاف ہی قانون وضع نہیں کیا۔ بلکہ اور بھی بہت باتیں قرآن مجید کے احکام کے خلاف رائج کر دی ہیں۔ مثلاً اللہ تعالےٰ تو اجازت دیتا ہے۔ کہ اگر ضرورت لاحق ہو۔ تو ایک سے زیادہ شادیاں مرد کر سکتا ہے۔ مگر کمال پاشا اس کو قانوناً جرم قرار دیتا ہے۔ اگر وہ ان آیات کا جن سے تعدد ازدواج کا جواز لیا جاتا ہے۔ کچھ اور مفہوم پیش کرتا۔ اور اس مفہوم کے ماتحت اسے خلاف قانون ٹھیراتا تو ایک حد تک حق بجانب کہلا سکتا تھا۔ مگر بغیر کسی دوسرے مفہوم پیش کرنے کے تعدد ازدواج کو قانوناً جرم ٹھیرانا ثابت کرتا ہے۔ کہ اس کے دل میں قرآن مجید کی کچھ بھی قدر و منزلت نہیں۔ اسی طرح لوگوں کو ان کی مرضی کے خلاف پردہ ترک کرنے پر مجبور کرنا صاف بتا رہا ہے کہ وہ برائے نام مسلمان ہے۔ ورنہ درحقیقت مادہ پرست ہے۔ اور اسلام سے نفرت کرتا ہے۔ اس قسم کے مسلمان کہلوانے والے لوگوں کا خیال رکھتے ہوئے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ پردہ کے مضمون کو جو نبی نوع انسان کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے۔ ایسے طریق پر بیان کیا جائے کہ کمال پاشا جیسا انسان بھی اس کو نعمت عظمےٰ سمجھنے لگے۔

قرآنی آیات پردہ کی غلط تاویل

پیشتر اس کے کہ مادہ پرست حضرات پر ثابت کیا جائے۔ کہ پردہ بنی نوع انسان کے لئے زحمت نہیں ہے۔ بلکہ رحمت ہے۔ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ دوسرے گروہ کی قسم اوّل کے حضرات کی خدمت میں یہ عرض کر دیا جائے۔ کہ آپ یورپین حضرات کے اعتراضات سے گھبرائیں نہیں۔ جس طرح ان میں اور بہت سی باتیں خلاف عقل و سائنس پائی جاتی ہیں۔ اسی طرح عورتوں کی آزادی بھی خلاف عقل و سائنس ہے۔ آپ برائے مہربانی جلد بازی سے اپنی قوم کو کسی ایسی راہ پر نہ ڈال دیں۔ کہ بعد میں پچھتانا پڑے۔ جو تاویل آپ قرآن مجید کی ان آیات کی جو پردہ کے متعلق ہیں۔ مسلمان ممالک کے متفقہ اور چودہ سو سال کے متواتر عقیدہ کے خلاف پیش کرنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ وہ عقل اور سائنس کے اس قدر خلاف ہے۔ کہ پردہ کے احکام کو بالکل لغو اور لایعنی ٹھیرا دیتی ہے۔ مثلاً آیۃ مبارکہ ولیضربن بخمرھن علےٰ جیوبھن ولا یبدین زینتھن الآیۃ سے آپ جو مراد لیتے ہیں۔ کہ عورتوں کو چاہیئے۔ کہ اپنی اوڑھنیوں کو اپنے گریبانوں پر اس طرح لائیں۔ کہ گردن اور سینہ تو چھپ جائے۔ مگر چہرہ بالکل ننگا رہے۔ جس طرح بکثرت ماری جاتی ہے۔ اب ہم آپ سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ کیا آپ نے کبھی خیال فرمایا۔ کہ ایسے پردہ سے کیا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔ پردہ کا مقصد تو اللہ تعالےٰ یہ بیان فرماتا ہے۔ کہ اس پر کاربند ہونے والے مردوں اور عورتوں میں تقویٰ اور نیکی پیدا ہو۔ اور وہ بدی اور شر سے محفوظ رہیں۔ آپ خود فرمائیں۔ کہ ایک خوبصورت عورت یا مرد میں سب سے زیادہ کشش کرنے والی چیز کونسی ہے جسے دیکھکر انسان بے قرار ہو جاتا ہے۔ اور وہ کچھ کر گذرتا ہے۔ جس کی اللہ تعالےٰ اجازت نہیں دیتا۔ بتلایئے کیا چہرہ سے زیادہ دوسرے اعضاء میں ایسی کشش ہے جسے دیکھکر انسان ٹرپ جاتا ہے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں۔ کہ ہمارے ملک میں تمام عورتیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خواہ ہندو ہوں یا مسلمان سب کی سب اپنے سینوں کو چھپا کر رکھتی ہیں۔ آج سے دس پندرہ سال قبل یورپین عورتیں بھی ایسا ہی کرتی تھیں۔ ان کے کوٹوں کے کالر پر اس قدر سمور ہوتی تھی۔ کہ گلا بھی چھپ جایا کرتا تھا۔ تو کیا ان ایام میں ان میں وہ باتیں نہ پائی جاتی تھیں۔ جو کہ تقویٰ اور نیکی کی راہ سے دُور لے جاتی ہیں۔ آیئے ہم آپ کو میکس ہورڈ جیسے تجربہ کار شخص کا قول بتلائیں۔ جو زمانہ ماضی اور حال کی یورپین اور امریکن عورتوں کے اخلاق کا موازنہ کرتے ہُوئے لکھتا ہے۔ کہ:۔

"اس زمانہ کی عورتوں کی اخلاقی حالت پہلے زمانہ کی عورتوں سے بدرجہا بہتر ہے"

یہ ایک ایسے شخص کا قول ہے۔ جو فی زمانہ تمام مہذب کہلانیوالی دنیا میں امراض مخصوصہ کا بہترین معالج ہے۔ اور سب سے زیادہ تجربہ رکھتا ہے۔ جب وہ اس زمانہ کی گلا اور سینے کا کچھ حصہ برہنہ رکھنے والی عورتوں کے اخلاق کو پہلے زمانہ کی گلے اور سینے کو ڈھانپنے والی عورتوں سے بہتر بتلاتا ہے۔ تو کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ گلا اور سینہ درحقیقت اتنی کشش اپنے اندر نہیں رکھتے جتنی کہ چہرہ میں پائی جاتی ہے۔ پس اگر آپ چاہتے ہیں۔ کہ بداخلاقی جس قدر ہو سکے کم ہو۔ تو چہرہ کو پردہ میں ضرور شامل رکھیں۔ ورنہ پردہ بیکار محض ٹھہرتا ہے۔ آپ نے اکثر اوقات دیکھا ہوگا۔ کہ عاشق مزاج لوگ ایک عورت کے ہاتھ پاؤں۔ کمر اور چال وغیرہ کو دُور سے دیکھکر یہ خیال کر لیتے ہیں۔ کہ ایسے خوبصورت اعضا والی عورت کا چہرہ بھی ضرور خوبصورت ہی ہوگا۔ چنانچہ وہ ہر ممکن طریقے سے اس کا چہرہ دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور اگر چہرہ خوبصورت نہ ہو۔ تو فوراً نفرت کا اظہار کر دیا کرتے ہیں۔ اکثر دیکھا گیا ہے۔ کہ ایک عورت دُور سے تو نہایت حسین معلوم ہوتی ہے۔ لیکن قریب سے چہرہ کی جھایوں یا مہاسوں کو دیکھکر جو دُور سے نظر نہیں آتے ہیں۔ سخت نفرت ہو جاتی ہے۔ پس ثابت ہُوا کہ خوشنما چہرہ ہی ایسی چیز ہے۔ جس پر انسان فریفتہ ہو جاتا ہے۔ اگرچہ دوسرے اعضاء کی خوبصورتی بھی دلکش ہوتی ہے۔ مگر اتنی کشش دوسرے اعضاء میں نہیں۔

قانوناً بھی چہرہ ہی افضل ہے

یہی وجہ ہے۔ کہ قانون بھی چہرہ کو سب سے افضل قرار دیتا ہے چنانچہ قانون تسلیم کرتا ہے۔ کہ تمام وہ زخم جو چہرہ کی خوبصورتی کو بگاڑنے والے ہوں ضرب شدید میں شمار ہونے چاہئیں۔ چاہے ایسی ضربات سے چہرہ پر معمولی سا بدنما دھبہ ہی کیوں نہ پیدا ہُوا ہو۔ اگر اسی قسم کا زخم جسم کے کسی دوسرے حصہ پر ہو۔ تو ضرب خفیف میں شمار کیا جاتا ہے۔ اور یہی باعث ہے۔ کہ ہندوستان میں اکثر اوقات ایک ہندو عورت کو سزا دینے کا پرانا طریق جو اس کا کینہ ور خاوند اختیار کرتا ہے۔ وہ ناک کان کاٹنا ہے۔ اس طرح مرد سمجھتا ہے۔ کہ اس نے اپنی عورت کو دو کوڑی کا نہیں رہنے دیا حالانکہ دوسرے تمام اعضاء ویسے کے ویسے ہی ہوتے ہیں۔ صرف ذرا سا حصہ ناک کا کاٹ کر واقعی ایک نہایت حسین عورت کو پرلے درجہ کی بدشکل بنا کر ہر ایک کو اس سے متنفر کر دیتا ہے۔ مذکورہ بالا وجوہات سے ثابت ہُوا۔ کہ انسان کو بے قرار کر دینے والی چیز اگر کوئی ہے تو صرف خوشنما چہرہ ہی ہے۔ اس سے زیادہ کوئی دوسری چیز نہیں۔ پس پردہ میں اس کا چھپایا جانا نہایت ضروری ہے۔ ورنہ پردہ کا کچھ بھی فائدہ نہیں۔ اسی لئے تمام کے تمام مسلمان ممالک میں جہاں پردہ کا رواج ہُوا۔ وہاں چہرہ کا پردہ ضروری قرار دیا گیا۔ نیز گذشتہ چودہ سو سال میں بھی برابر منہ کا چھپایا جانا پردہ میں شامل سمجھا جاتا رہا ہے۔ پس آیات مذکورہ بالا کا صحیح مفہوم وہی ہو سکتا ہے۔ جو کہ تواتر بتلا رہا ہے۔ اور تواتر بھی ایسا جس کو دنیا بھر کے مسلمان ایک ہی طرح مانتے آئے ہیں۔ اور پھر وہ بھی عقل کے مطابق اور سب سے بڑھ کر سائنس کے مطابق ہے۔ جو آگے چلکر بیان کیا جائیگا۔

کیا قریبی رشتہ داروں کے سامنے سینہ کھلا رہے

علاوہ ازیں آپ کی تاویل ایک اور طرح بھی مضحکہ خیز معلوم ہوتی ہے۔ اور وہ اس طرح کہ اللہ تعالےٰ پھوپیوں۔ بھائیوں۔ بیٹوں خاوندوں بھتیجے۔ بھانجوں اور چچاؤں اور بہت قریبی رشتہ داروں سے پردہ نہ کرنے کا حکم فرماتا ہے۔ اب اگر پردہ میں چہرہ کا چھپانا شامل نہیں۔ تو اس کے معنے صرف یہ ہوئے کہ اپنے سینوں کو مذکورہ بالا شخصوں کے سامنے تو برہنہ رکھا کرو۔ (خدا معلوم اس میں اللہ میاں کو کیا بہتری منظور ہے) اور باقی لوگوں سے چھپایا کرو۔ اب غور کا مقام ہے۔ کہ ان قریبی رشتہ داروں کے سامنے پستانوں کو برہنہ رکھنے کا کیا فائدہ ہے۔ بتلایئے؟ عورتوں کے سینوں پر پستانوں کے سوا کونسی قابل دید چیز ہوتی ہے۔ یقیناً پستان ہی قریب قریب ان کے تمام سینہ کو روکے ہُوئے ہوتے ہیں۔ ان کو غیروں سے چھپانے کا مقصد تو ظاہر ہے۔ کیونکہ بعض کو یہ بھی خوشنما معلوم ہوتے ہیں۔ اور بالخصوص عورت کی جوانی کے ایام میں کسی قدر خوبصورتی ان میں بھی پائی جاتی ہے مگر یہ سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ قریبی رشتہ دار مردوں کو سینہ دکھانے سے کیا فائدہ ہوتا ہے۔ ہاں اگر مروجہ طریق کے مطابق پردہ سے مراد چہرہ کا پردہ ہی لیا جائے تو اس پر کسی قسم کا اعتراض وارد نہیں ہوتا۔ یعنی صرف خاص رشتہ داروں کے سامنے چہرہ کو برہنہ رکھنا اور غیروں سے اس کو چھپانا جیسا کہ ہندوستان میں رائج ہے یقیناً اس میں کسی قسم کا نقص نہیں پایا جاتا۔ اسلئے پردہ کا مفہوم بھی یہی لینا چاہیئے۔ مذکورہ بالا بیان ان حضرات کے لئے کافی ہے۔ جو قرآن مجید سے چہرہ کو برہنہ رکھنے کا جواز نکالتے ہیں۔

مادہ پرست نام کے مسلمانوں کے خیالات

اب ہم ان برائے نام مسلمان کہلانے والے حضرات کیطرف متوجہ ہوتے ہیں جو درحقیقت مادہ پرست ہیں۔ لیکن ظاہرہ طور پر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں۔ جہاں تک اسلام کا تعلق ہے۔ ہم ایسے مادہ پرست مسلمانوں میں اور دیگر تمام غیر مسلموں میں جن میں یورپ کے مادہ پرست بھی شامل ہیں کوئی فرق نہیں سمجھتے۔ چونکہ مادہ پرست حضرات کے اعتراضات میں تمام غیر مسلموں کے اعتراضات آجاتے ہیں۔ اس لئے ہم ان کے خیالات کو پیش نظر رکھتے ہُوئے یہ ثابت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرنے کی کوشش کرینگے۔ کہ پردہ بالکل عقل اور فطرت کے مطابق ہے۔ اس لئے اپنے ہی فائدہ کی خاطر اس پر عمل درآمد کرنا چاہیئے ؂

پیدائش دنیا کا عقیدہ

مادہ پرست حضرات کے خیالات کے مطابق دنیا خود بخود پیدا ہوئی ہے[1]۔ وہ نہ تو کسی خدا کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ اور نہ ہی الہام وغیرہ کے قائل ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے۔ کہ جب دنیا اس قابل ہوگئی۔ کہ اس میں جاندار ہستیاں زندہ رہ سکیں۔ تو غیر جاندار مادے سے ادنیٰ ترین جانداروں کی شکل میں پیدا ہوگئیں لیکن اس کا کسی کو پتہ نہیں۔ کہ یہ ہستیاں کیونکر پیدا ہوئیں۔ وہ مانتے ہیں۔ کہ خود بخود پیدا ہوگئیں۔ پھر بتدریج ترقی کرتے کرتے انسان اور دیگر بڑے بڑے حیوانات کی حالت میں آن پہنچیں۔ انسان کے متعلق ان کا خیال ہے کہ وہ بھی عرصہ دراز تک دیگر حیوانات کی طرح زندگی بسر کرتا۔ اور اپنی تمام طبعی خواہشات کو حیوانوں کی طرح پورا کرتا رہا۔ لیکن چونکہ وہ اور حیوانات کی نسبت زیادہ ترقی یافتہ تھا۔ اس لئے آہستہ آہستہ اس نے اپنے آرام۔ آسائش اور حفاظت کے لئے زیادہ سے زیادہ بہتر ذرائع اختیار کئے۔ حتیٰ کہ وہ وقت آن پہنچا۔ جبکہ اس نے محسوس کیا کہ اکٹھے ملکر رہنے سے یہ باتیں بہترین طریق پر حاصل ہوسکتی ہیں۔ چنانچہ اپنے فائدہ[2] کے لئے اس نے اکٹھا ملکر رہنا شروع کر دیا۔ اور اس طرح سوسائٹی کی بنیاد پڑی۔ اب سوسائٹی کو قائم رکھنے کے لئے اسے بعض قوانین مرتب کرنے پڑے۔ جن کو وہ اخلاق کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ عقل بتلاتی ہے۔ کہ ان قوانین میں سب سے زیادہ اہمیت دوسروں کے حقوق کو غصب کرنے پر یا دوسرے الفاظ میں دوسروں کے حقوق کی نگہداشت پر دی گئی ہوگی۔ اس غرض کے لئے سب سے پہلے انہیں سوسائٹی کے ممبروں کے حقوق بلحاظ انکی قابلیتوں کے مقرر کرنے اور بعد میں ان کی بجاآوری اور نگہداشت کے لئے قوانین مرتب کرنے پڑے ہونگے۔ ایسے قوانین مرتب کرتے وقت انہوں نے ضرور محسوس کیا ہوگا۔ کہ عورت جس کی طرف مرد کو طبعی طور پر کشش ہے۔ اور جسے سوسائٹی نظر انداز نہیں کر سکتی۔ نہایت درجہ مصیبت زدہ ہے۔ کیونکہ قدرت نے اسے ایسا ہی بنایا ہے۔ حمل کے ایام میں چلنے پھرنے سے اور بالخصوص جب سے انسان نے سرو قد چلنا شروع کیا ہے۔ اس کی تکالیف میں بے انتہا اضافہ ہوگیا ہے۔ نیز وہ بہ نسبت دوسرے جانوروں کی مادہ کے زیادہ مصیبت میں مبتلا رہنے کے باعث اپنی ضروریات زندگی خود مہیا نہیں کر سکتی اسی طرح زچگی کے ایام کی تکالیف کا رہنا اور بعدہٗ بچے کی پرورش کا بار صرف عورت پر ہونا۔ اور سب سے بڑھکر بغیر اسکی رغبت اور رضامندی کے مرد کا موقع بموقع اپنی طبعی خواہشات کو زبردستی پورا کرنا وغیرہ وغیرہ بہت سی ایسی باتیں ہیں۔ جن کے باعث عورت کی زندگی نہایت درجہ مصیبت کی زندگی ہوتی ہوگی۔ اس لئے بوجہ اس کشش کے جو دونوں میں ایک دوسرے کے لئے ہے عورت نے مرد کو بعض شرائط کے ماتحت طیار کیا ہوگا۔ کہ وہ اس کی حفاظت کرے۔ اور اس کی ضروریات زندگی مہیا کرے۔ اور مرد نے ان باتوں کے عوض میں عورت سے ضرور اس بات کا مطالبہ کیا ہوگا۔ کہ وہ مرد کے لئے صادق رہے۔ مرد کا اپنی اس قدر قربانیوں کے عوض میں عورت سے یہ مطالبہ کرنا۔ کہ وہ اس کے لئے مخصوص ہو۔ کوئی بڑا مطالبہ نہیں۔ اسی طرح خاص مردوں کے لئے خاص عورتوں کا تقرر کرنا پڑا ہوگا۔ اور اس تقرر کا نام "شادی" رکھا گیا ہوگا۔ اب خواہ ہم یہ مانیں۔

---

[1] واضح ہو۔ کہ مادہ پرست حضرات کا یہ خیال کہ جاندار خود بخود زمین میں سے پیدا ہوگئے۔ از روئے سائنس بالکل غلط ہے۔ دنیا بھر کا کوئی سائنس دان یہ ثابت نہیں کر سکا۔ کہ جاندار اس طرح بھی پیدا ہوسکتے ہیں۔ ہاں چونکہ خدا کے خیال کو پہلے سے ترک کر چکے ہیں۔ اس لئے وہ کہتے ہیں۔ اور بلا ثبوت کہتے ہیں۔ کہ ضرور بعض نامعلوم حالات میں پیدا ہوگئے ہوں گے۔ لیکن برخلاف ان کے اس خیال کے جو کچھ عرصہ دراز کے تجربات سے ثابت ہوا ہے۔ یہ ہے۔ کہ کوئی جاندار بغیر جاندار کے پیدا نہیں ہوسکتا۔ اس کو ماہرین علم بیالوجی Biogenesis کہتے ہیں۔ تمام بیالوجی کی کتب میں یہ تسلیم کیا جا رہا ہے کہ انسان کے تجربات سے جو آج تک ثابت ہوا ہے وہ صرف اس قدر ہی ہے۔ کہ جاندار سے جاندار پیدا ہوسکتا ہے۔ اس کے خلاف کوئی ثبوت ہمارے پاس نہیں ہے

[2] مادہ پرست حضرات مانتے ہیں۔ کہ خود غرضی کی روح دوسرے حیوانات کی طرح انسان میں بھی فطرتاً موجود ہے۔ اور یہ کہ قانون بقا کی جدوجہد (Struggle for existence) جس کے نتیجہ کے طور پر قابل ترین ہستیوں کی بقاء (Survival of the fittest) ظہور پذیر ہو رہی ہے۔ اسی خود غرضی کی سپرٹ کے ماتحت ہو رہی ہے۔ مذکورہ بالا بیان سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ان کے نزدیک انسان خود غرضی کی سپرٹ لیکر ہی پیدا ہوا ہے۔ کیونکہ سوسائٹی کا قیام بھی اپنے فائدہ کے لئے کیا گیا ہے۔ ورنہ دشمنوں سے اپنے آپ کو محفوظ نہ کر سکتا۔ پھر سوسائٹی کے قیام کی خاطر اسے مجبوراً اپنی خود غرضی کے جذبات کو ایک حد تک دبانا پڑا۔ ورنہ سوسائٹی درہم برہم ہو جاتی۔ اور وہ پھر اپنے آپ کو غیر محفوظ حالت میں پاتا۔ اس طرح اپنے فائدہ کی خاطر اپنی خود غرضی کی روح کو دبانے سے ہمدردی کے جذبات کا پیدا ہونا مانتے ہیں۔ کیونکہ پہلا قدم تو اسے سوسائٹی کے قیام کو برقرار رکھنے کے لئے یہ اٹھانا پڑا۔ کہ اپنی خود غرضی کے ماتحت اپنی سوسائٹی کے افراد کے حقوق کو غصب کرنے سے احتراز کیا۔ اور دوسرے اپنی سوسائٹی کو زیادہ مضبوط بنایا۔ تاکہ اسکی حفاظت اچھی طرح ہوسکے۔ اس لئے مجبوراً اپنی سوسائٹی کے مختلف افراد کی مدد کرنے کا خیال اسے آیا۔ پس جس طرح کہ ایک کارخانہ کے مالک کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ کہ اپنے مزدوروں اور کاریگروں کی بہبودی کا خیال رکھے۔ کیونکہ اسی میں اس کی اپنی بہبودی کا راز پنہاں ہوا کرتا ہے۔ اسی طرح اپنی سوسائٹی کی بہبودی کا خیال دراصل اپنے ہی فائدہ کے لئے ہے۔ لہذا ماننا پڑتا ہے۔ کہ مادہ پرست حضرات میں ہمدردی کے جذبات حقیقی نہیں۔ کیونکہ اپنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ انسانی عقل نے لاکھوں کروڑوں سالوں کے تجربہ کے بعد شادیوں کا سسٹم شروع کیا۔ جیسا کہ مادہ پرست حضرات مانتے ہیں۔ یا یہ کہ اللہ تعالےٰ نے بذریعہ الہام شروع سے ہی بنی نوع انسان میں اس سسٹم کو جاری کر دیا۔ غرض ہمیں ہر صورت میں ماننا پڑتا ہے۔ کہ اس سسٹم کے ماتحت مرد عورت کے لئے بہت زیادہ قربانی کرتا ہے۔ اور اپنی ان قربانیوں کے عوض میں عورت سے صرف یہ چاہتا ہے۔ کہ وہ اس کے لئے صادق رہے۔

مرد اپنے مطالبہ میں حق بجانب ہے۔ یہاں تک سب متفق ہیں۔ کہ عورت کو اپنے شوہر کیلئے ضرور صادق ہونا چاہیئے۔ پس شادی درحقیقت مرد اور عورت کے درمیان ایک عہد و پیمان کا نام ہے۔ نیز لامحدود زمانہ کے دستور نے مرد میں اس بات کے لئے غیرت بھی پیدا کر دی ہے۔ کہ وہ کبھی اس بات کو پسند نہیں کرتا۔ کہ اس کی بیوی غیروں سے تعلقات پیدا کرے چنانچہ جب کبھی اور جہاں کہیں بھی عورت نے اس عہد کی خلاف ورزی کی۔ مرد نے سخت سے سخت سزا اس عہد شکنی کی عورت کو دی۔ بعض تو عورت کو جان سے ہی مار ڈالتے ہیں۔ بعض ناک کان وغیرہ کاٹ ڈالتے ہیں۔ اور بہت حلیم طبع طلاق کے ذریعہ ایسی عورت سے علیحدگی اختیار کر لینے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اب خیال فرمایئے۔ کہ ان سب باتوں کے نتائج کس قدر بربادی اور تباہی کے موجب ہوتے ہیں۔ گھر کا امن تباہ ہو جاتا ہے۔ بچوں پر سخت مصیبت نازل ہوتی ہے۔ لڑکی کے

فائدہ کو مدنظر رکھکر دوسروں کی مدد کرنا کوئی بڑی خوبی نہیں اسلئے کہ ایسا انسان بہت ایسے موقعے ہمدردی کے کھو دیتا ہے۔ جہاں اسے اپنا فائدہ نظر نہیں آتا۔ خواہ اپنے فائدہ کا نہ ہونا۔ اس کی اپنی کوتاہ نظری کی وجہ سے ہو۔ یا حقیقتاً۔ دونوں صورتوں میں وہ ہمدردی کا اظہار نہیں کریگا۔ اس طرح ان جانوروں اور انسانوں سے جن سے اسے کسی فائدہ کی توقع نہیں ہو سکتی۔ وہ کبھی ہمدردی نہیں کریگا۔ مثلاً ایسے جانوروں سے جو اسے کوئی فائدہ نہ پہنچاتے ہوں۔ اور ایسے انسانوں سے جن سے اس کا تعلق نہ ہو۔ یا عارضی ہو۔ اس میں شک نہیں۔ کہ مذہب بھی ہماری خودغرضی کی سپرٹ کو ہی اپیل کرتا ہے۔ کیونکہ آخرت کے نیک ثمرات کا وعدہ کرتا ہے۔ مگر مذہب کے ماتحت انسان ہر چرند و پرند۔ حیوان اور انسان سے بلا تمیز اور بغیر اس دنیا کے کسی فائدہ کو مدنظر رکھنے کے مدد کرنے کو تیار رہتا ہے۔ اور مدد کرتا ہے۔ اس طرح ہماری ہمدردی کی روح کا دائرہ عمل بہت وسیع ہو جاتا ہے۔ اور فوری نفع کے خیال کو ترک کر کے صرف خدا کی رضا کے لئے۔ دوسروں سے ہمدردی کرنے کا خیال مادہ پرست حضرات کی ہمدردی کے خیالات سے بدرجہا بہتر ہے۔ اس لئے کہ ایک مادہ پرست کی ہمدردی کی روح تو اس جگہ ابھر ہی نہیں سکتی۔ جہاں کہ اسے اپنے بالواسطہ یا بلاواسطہ نفع کی امید نہ ہو۔ لیکن خدا پرست کے لئے ہر ایک موقع پر خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کا خیال بیشمار مواقع اظہار ہمدردی کے پیدا کر دیتا ہے۔ اس طرح انسان میں ہمدردی کی روح ترقی کرتی چلی جاتی ہے۔ اس سے

اور نہ سہی تو اتنا فائدہ تو ضرور ہوتا ہے۔ کہ بنی نوع انسان اور دیگر حیوانات کی بہت سی مشکلات حل ہو جاتی ہیں۔ ہاں ایک اعتراض مادہ پرست حضرات کا خدا پرستوں پر بھی وارد ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ جانوروں کا ذبح کرنا یا بیل وغیرہ کو خصی کرنا۔ ایسے اعمال ہیں۔ جو کہ مذہب کو ماننے والے بھی ہمدردی کی روح کے خلاف اور خودغرضی کی سپرٹ کے ماتحت کرتے ہیں۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ حقیقی ہمدردی مذہب کے ماننے والوں میں بھی نہیں۔ اس کے متعلق اول تو یہ عرض کرنا ہے۔ کہ ہم نے کبھی یہ نہیں کہا۔ کہ خودغرضی کی سپرٹ ہم میں پیدا ہی نہیں کی گئی۔ ہم میں یہ سپرٹ پیدا ضرور کی گئی ہے۔ لیکن اس پر ایسی پابندیاں لگائی گئی ہیں کہ ان کے ماتحت اگر انسان عمل کرے۔ تو اسکی خود غرضی کی سپرٹ صرف دوسروں کے لئے مفید ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ جیسا اوپر بیان کیا گیا ہے۔ اس سے اپیل کر کے انسان سے نہایت اچھے اچھے کام لئے جا سکتے ہیں۔ مثلاً آخرت کے نیک ثمرات کا وعدہ دلا کر اسے آمادہ کیا جاتا ہے۔ کہ وہ اس دنیا میں اپنے آرام و آسائش وغیرہ کو قربان کر کے دوسروں کو مدد کرے۔ اور بہبود کو قربان کر کے دوسروں کو مدد کرے۔ اس بات کی مادہ پرست حضرات سے کبھی توقع ہی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ان کے دلوں میں بغیر اپنے فائدہ کے خیال کے اپنے آرام و آسائش وغیرہ کو قربان کرنے کا خیال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔ پھر اس کے علاوہ اپنی ذاتی ترقی کا خیال بھی خودغرضی کی سپرٹ کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتا۔ پس خودغرضی کی سپرٹ انفرادی ترقی اور قومی ترقی بلکہ بنی نوع انسان کی ترقی کیلئے نہایت ضروری ہے۔ لیکن خاص حدود کے ماتحت جو کہ مذہب عائد کرتا ہے۔ بغیر ایسی حدود کے یہ دنیا کے لئے لعنت ثابت ہوتی ہے۔ لیکن مذہبی حدود کے ماتحت یہ نعمت بن جاتی ہے۔ دوئم یہ عرض کرنا ہے۔ کہ جو لوگ اللہ تعالےٰ کے حکم کے ماتحت جانوروں کو ذبح کرتے ہیں۔ ان پر خودغرضی کا الزام بالکل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جس طرح ایک شخص کسی دوسرے کو قتل کرنے کی وجہ سے مجرم صرف اسی حالت میں ٹھہر سکتا ہے۔ جب کہ وہ یہ فعل اپنی کسی غرض کے لئے کرے۔ لیکن جب وہ اپنی گورنمنٹ یا بادشاہ کے حکم کے ماتحت کسی کو قتل کرتا ہے۔ تو اس کا یہ فعل جرم نہیں کہلاتا۔ ہاں گورنمنٹ یا بادشاہ جو اس فعل کا حکم دیتا ہے۔ جو ذمہ دار ہوا کرتا ہے۔ پھر اگر گورنمنٹ یا بادشاہ نے کسی بڑی مصلحت کے ماتحت ایسا حکم صادر فرمایا ہو۔ تو گورنمنٹ یا بادشاہ پر بھی کوئی الزام نہیں رہ سکتا پس جو مذہب کا ماننے والا کسی جانور کو اسلئے ذبح کرتا ہے۔ کہ اس کا خدا ایسا کرنے کا اسے حکم کرتا ہے۔ یا اجازت دیتا ہے۔ تو وہ بالکل بری الذمہ ٹھہرتا ہے۔ اب یہ امر رہ جاتا ہے۔ کہ کیوں خدا ذبح کی اجازت دیتا ہے۔ اس کے متعلق اتنا عرض کرنا کافی ہے۔ کہ گوشت خوری سے انسان کے اندر غیرت اور بہادری کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ ہو اگر موقع اور محل پر استعمال کئے جائیں۔ تو نیک صفات میں شمار کئے جاتے ہیں۔ اور ان کے بغیر انسان بے غیرت اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خاندان پر علیحدہ آفت آتی ہے۔ کیونکہ دوسرے لوگ ان کی لڑکیوں کو لینے سے انکار کر دیتے ہیں۔ اور اپنی لڑکیاں ان کو دینی بند کر دیتے ہیں۔ بعض اوقات نہیں بلکہ اکثر اوقات دونوں گھروں میں سخت دشمنی ہو جاتی ہے کہیں لڑکی کے والدین خودکشی کرتے ہیں۔ کہیں خاوند اپنی جان دیدیتا ہے۔ کوئی لڑکی والوں کو بُرا کہتا ہے۔ کوئی لڑکے والوں کو۔ جانیں تلف ہوتی ہیں۔ مالی نقصان ہوتا ہے۔ مقدمہ بازیوں کی نوبت آجاتی ہے۔ لڑائیاں ہوتی ہیں۔ جھگڑے پڑتے ہیں۔ الغرض اس قدر تباہی آتی ہے۔ کہ خدا کی پناہ۔ بچوں کو کبھی ماں سے کبھی باپ سے اور کبھی دونوں سے علیحدہ ہونا پڑتا ہے۔ گھر ویران اور تمام رشتہ دار پریشان ہو جاتے ہیں۔

ان خرابیوں کے انسداد کی تدبیر پردہ ہے

ان تمام باتوں کی طرف خیال کرتے ہوئے انسانی عقل تجویز کرتی ہے۔ کہ کوئی ایسی تدبیر ضرور نکالنی چاہیئے۔ جس پر عمل کرنے سے اس قسم کے واقعات جن کی وجہ سے اتنی تباہی آتی ہے۔ واقع ہی نہ ہوا کریں۔ لہذا انسانی کمزوریوں کا خیال کرتے ہوئے جن کا بیان کرنا موجب طوالت ہے اور شرم بھی مانع ہے۔ کہ ان کا بیان کیا جائے۔ اسلام نے پردہ کا رواج

نامرد یا بزدل کہلاتا ہے۔ اور اگر بے محل اور بے موقع استعمال کئے جائیں۔ تو عیب مانے جاتے ہیں۔ اور ان کی وجہ سے انسان خونخوار اور وحشی کہلاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں مذہب اسلام نے گوشت خوری کی اجازت دی۔ وہاں ساتھ ہی یہ بھی حکم فرمایا۔ کہ اس میں زیادتی نہ کرنا۔ ایسا نہ ہو۔ کہ خونخوار بن جاؤ۔ اعتدال سے کھاؤ۔ تاکہ بہادری پیدا ہو۔ پس اس بڑے فائدے کو مدنظر رکھتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے گوشت کھانے کی اجازت عطا فرمائی۔ اور یہ حکم اس کا اصول اور عقل کے عین مطابق ہے۔ جتنی بڑی غرض ہوا کرتی ہے۔ اتنی ہی بڑی قربانی اس کے لئے کی جایا کرتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے اپنی سب سے اشرف مخلوق کی بہبودی کے لئے اپنے پیدا کردہ جانوروں کو اس کی ملکیت میں قربان کرنا منظور فرمایا

تجویز فرمایا۔ لیکن اس کے متعلق بھی اختلاف رائے پائی جاتی ہے۔ بعض اس کو سوسائیٹی کے لئے نہایت ضروری سمجھتے ہیں۔ اور بعض غیر ضروری ہی نہیں۔ بلکہ اس کو نقصان دہ مانتے ہیں۔ ان کا خیال ہے۔ کہ یہ عورت پر صریح ظلم ہے۔ وہ لوگ جو اسے ضروری خیال کرتے ہیں۔ یورپ اور امریکہ کی اخلاقی حالت کو پیش کر کے یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ پردہ ضرور ہونا چاہیئے۔ لیکن وہ جو اس کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔ اسے عورت کی صحت کے لئے سخت نقصان دہ بتلاتے ہیں۔ اور عورت کی آزادی سلب کرنے کی وجہ سے مردوں کو ظالم کہتے ہیں۔ ذیل میں ہم یہ دیکھیں گے۔ کہ آیا پردہ عورت کی صحت پر زیادہ برا اثر ڈالتا ہے یا آزادی۔ اور آیا پردہ عورت پر ظلم ہے یا رحم۔

پردہ کا اثر عورت کی صحت پر

پہلے ہم مادہ پرست حضرات کے ان اعتراضات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ جو ان کی طرف سے پردہ کے خلاف کئے جاتے ہیں۔ ان میں سے سب سے وزنی اور قابل غور اعتراض یہ ہے۔ کہ پردہ کی وجہ سے عورت کی صحت خراب ہو جاتی ہے۔ ہم اس اعتراض کی معقولیت کو تسلیم کرتے ہیں۔ کہ جس قسم کا پردہ ہندوستان کے مسلمانوں میں رائج ہے۔ وہ ضرور عورتوں کی صحت کو ایک حد تک خراب کرتا ہے۔ لیکن پردہ نہ کرنے کے باعث مردوں اور عورتوں دونوں میں ایسے امراض پیدا ہوتے ہیں۔ جن کا روکنا ہمارے اختیار میں نہیں۔ مثلاً خیالی اور عملی جلق کی عادت دونوں میں پیدا ہو جاتی ہے۔

اس طرح خدا پر بھی کسی قسم کا الزام نہ رہا۔ اور ہم پر سے بھی خودغرضی کا الزام جاتا رہا۔ ہاں جو مادہ پرست ہو کر گوشت کھاتا ہے۔ وہ ضرور خودغرضی اور محض خود غرضی کے ماتحت ایسا کرتا ہے۔ کیونکہ جس طرح ایک سپاہی یا جلاد حکومت وقت کی منشاء کے مطابق کسی کو قتل کر کے مجرم نہیں ٹھہرتا۔ اسی طرح ہم خدا کی منشاء کے مطابق جانوروں کو ذبح کرنے سے مورد الزام قرار نہیں پاتے۔ لیکن جس طرح ایک شخص اپنی کسی غرض

اس کے متعلق میں اپنی طرف سے کچھ کہنا پسند نہیں کرتا۔ ڈاکٹر سیکس ہو نر جیسے ماہر امراض مخصوصہ کی کتاب سے چند ایک اقتباسات ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ وہ اپنی کتاب کے صفحہ ۳۸ پر کنواری لڑکیوں کے جلق کے عنوان میں تحریر فرماتے ہیں:۔

کنواری لڑکیوں میں جلق کی عادت پیدا ہونے کے اسباب

"طبعی میلان اور طریق بود و باش دونو امور لڑکیوں میں جلق کی عادت پیدا ہونے کے یقینی وجوہات میں شامل ہیں۔ ۲۔ مشتعل جذبات والی لڑکیاں جن میں خواہ ایسے جذبات والدین کی طرف سے ورثہ میں آئے ہوں یا نوجوان مردوں سے میل ملاپ رکھنے کی وجہ سے ان میں پیدا ہو گئے ہوں۔ اس بدعادت کی خاص طور پر شکار ہوا کرتی ہیں۔ ۳۔ قوائے شہوانی کو ہیجان میں لانے والے کتب یا مضامین یا تجربہ کار عورتوں کا لڑکیوں کو ان پوشیدہ معاملات سے آگاہ کرنے کا ناپسندیدہ طریق جسے وہ ان امور پر روشنی ڈالنا کہا کرتی ہیں۔ اسی طرح اس قسم کے کھیل یا تماشے جن سے شہوانی قوی مشتعل ہوتے ہوں۔ اور متحرک تصاویر مثلاً سینما وغیرہ۔ ایسی وجوہات ہیں۔ جن کے باعث یہ بدعادت غریب لڑکیوں میں پیدا ہو جایا کرتی ہے" ص ۳۸

ڈاکٹر ہاورڈ کا قول ہے۔ کہ ایک مدت تک کورٹ شپ قائم رکھنے کے بعد جس کے دوران میں ایک دوسرے سے تنہائی میں ملاقات کرتے رہتے ہوں۔ اگر یہ سلسلہ کسی وجہ سے منقطع ہو جائے۔ تب بھی یہ عادت پڑ جایا کرتی ہے۔ کیونکہ ایسی عورتیں ہر وقت جوش کیجالت میں رہتی ہیں۔ اور جب قطع تعلقات کی وجہ سے ان پر مایوسی چھا جاتی ہے۔ تو ان کے قلب کو سخت صدمہ پہنچتا ہے۔ اس صدمہ کی وجہ سے وہ اپنے جذبات پر قابو پانے سے قاصر رہتی ہیں۔ اور جب قطع تعلقات کی وجہ سے وہ اپنے جذبات پر قابو پانے سے قاصر رہتی ہیں

کے ماتحت قتل کرنے سے مجرم بن جاتا ہے۔ اسی طرح مادہ پرست حضرات الزام کے نیچے آجاتے ہیں۔ کیونکہ ان میں خود غرضی ہی خودغرضی ہے۔ منہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تو اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ کہ وہ جلق کی عادی ہو جایا کرتی ہیں۔" ص۳۹

"اخبارات و رسالہ جات کی شرافت اور سنسروں کے فرائض کی بجا آوری کے متعلق نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ یہ لوگ اس قسم کے اشتہارات کو شریف لڑکیوں کے سامنے آنے دیتے ہیں۔ جو ظاہر رنگ میں تو قابل مواخذہ نہیں ہوتے۔ کیونکہ ان میں الفاظ کو اس ہوشیاری اور چالاکی سے رکھا جاتا ہے۔ کہ قانون کی گرفت میں نہیں آسکتے۔ لیکن اپنے مطالب کے لحاظ سے یہ بالکل واضح ہوا کرتے ہیں۔ اس قسم کے اشتہارات جب ایسی لڑکیوں کے سامنے آتے ہیں۔ تو وہ بوجہ اس مادہ شہوانی کی اکساہٹ کے جو طبعاً ان میں ہوتا ہے۔ ایسے اشتہارات کو عجوبہ سمجھکر پڑھتی ہیں۔ ان کے مطالعہ سے ان میں ایسی بدعادات پیدا ہو جاتی ہیں۔ مثلاً اشتہارات ایسے الفاظ میں دیئے جاتے ہیں۔ "ربڑ کی اشیاء حفظان صحت کی گدیاں"۔ "خوشی کے رہنما" تجرد کی حالت میں لڑکیاں کس طرح خوش و خرم رہ سکتی ہیں" وغیرہ وغیرہ۔ قدرتی طور پر اس قسم کے اشتہارات معصوم لڑکیوں کی توجہ کو اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں۔ بالخصوص جب کہ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ جذبات کو مشتعل کرنے والے مضامین بھی ساتھ دیئے جاتے ہیں۔ بعض کارخانوں میں اس قسم کی چیزیں طیار کی جاتی ہیں۔ جن کا استعمال لڑکیاں جلق میں کرتی ہیں۔ یہ کارخانے اس قسم کے اشتہارات دیکر لڑکیوں کی توجہ اپنی اشیاء کی طرف دلاتے رہتے ہیں۔ ص۳۹

شادی شدہ عورتوں میں جلق کے اسباب

تمام وہ امور جو کنواری لڑکیوں میں جلق کی عادت پیدا کرتے ہیں۔ بعض اوقات شادی شدہ عورتوں میں بھی جلق کی عادت ڈالنے کا باعث بن جاتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ اگر یہ عادت ناکتخدائی کی حالت میں پڑ جائے۔ تو شادی ہونے کے بعد بھی اور باوجود مباشرت کے برابر جاری رہ سکتی ہے یہاں تک کہ حمل اور بچے کو دودھ پلانے کے ایام۔ بلکہ ماہواری کے بند ہو جانے کے بعد بھی جاری رہ سکتی ہے حقیقت تو یہ ہے۔ کہ عادی مجلوق عورت کو مجامعت سے اتنا لطف نہیں آتا۔ جتنا کہ جلق سے ہوا کرتا ہے ص۴۰

عام علامات جلق

ایسی عورتیں جو مذہبی خیالات کی ہوتی ہیں۔ اور جو جلق کو گناہ سمجھتی ہیں اور اسے ترک کرنے کی ہر وقت بے سود کوشش کرتی رہتی ہیں۔ بہت زیادہ نقصان برداشت کرتی ہیں۔ اسے ترک کرنے کی کوشش انہیں اتنا ہی نقصان پہنچاتی ہے۔ جتنا کہ خود جلق کی عادت۔ اس سے ان کے اعصاب نہایت درجہ کمزور ہو جاتے ہیں۔ ان کی توجہ ہر وقت اعضائے مخصوصہ کی طرف لگی رہتی ہے۔ یہ عام قاعدہ ہے۔ کہ جتنا عالم شباب کے آغاز کے قریب وقت سے یہ عادت شروع ہوتی ہے۔ اتنا ہی زیادہ نقصان اعصاب و قلب کو ہوا کرتا ہے" ص۴۷

"وہ علامات جو معکوس طریقہ پر ظاہر ہوتی ہیں۔ بہت مختلف اقسام کی ہوتی ہیں۔ اور اس قدر بے شمار کہ سب کا ذکر اس جگہ کیا نہیں جا سکتا۔ لیکن زیادہ اہمیت ان علامات کو دینی چاہیئے۔ جو قلب یعنی دل کے متعلق ہوا کرتی ہیں۔ مثلاً اختلاج قلب۔ باگلے اور سر کے اطراف کی خون کی نالیوں میں تیزی کے ساتھ خون کا دورہ کرنا۔ اور ان اعضاء میں دھڑکن وغیرہ کا محسوس ہونا۔ اور دیگر علامات نیوراستھیا۔ ان کے علاوہ کمر درد اور سر درد وغیرہ کا ہر وقت رہنا" ص۴۹

تشخیص

اس عنوان کے ماتحت قابل مصنف لکھتا ہے۔ کہ "عورت کی دنیاوی وجاہت یا اس کا اعلےٰ تعلیم و تربیت یافتہ ہونا یا باقاعدہ گرجا میں حاضر ہونے کا خیال کر کے جلق کو مذکورہ بالا شکایات کا اصل سبب خیال کرنا بڑی سخت غلطی ہے۔ وہ ڈاکٹر جو ہر ایک اعصابی کمزوری کو ماہواری کے آغاز کی علامت سمجھتا ہے۔ یا سکول یا کالج میں کثرت مطالعہ کی وجہ سے خیال کرتا ہے۔ کبھی جلق کی صحیح تشخیص نہیں کر سکتا علاوہ ازیں اس خیال سے کہ چونکہ مریضہ شادی شدہ ہے۔ یا بچوں کی ماں ہے۔ اس لئے وہ جلق کی عادی نہیں ہو سکتی۔ ایک نہایت غلط خیال ہے۔ کیونکہ جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔ شادی کے بعد جہاں مردوں میں جلق کا پایا جانا شاذ و نادر ہوا کرتا ہے۔ وہاں شادی شدہ عورتوں میں بہ کثرت پایا جاتا ہے" ص۵۰

مردوں میں نامردی کے اسباب

بھڑکی ہوئی خواہشات نفسانی کو پورا نہ کرنا صرف اسوقت ہی نامردی کا باعث ہوا کرتا ہے۔ جب کہ یہ حالت ایک مدت تک قائم رکھی جائے۔ اس ہیڈنگ کے ماتحت خاص کر نامردی کی وہ قسم داخل ہے۔ جو کہ عرصہ دراز تک کی کورٹ شپ کے بعد لاحق ہوا کرتی ہے۔ کورٹ شپ کے دوران میں فریقین ایک دوسرے سے اکثر اوقات ملتے جلتے رہتے ہیں۔ اور محبت پیار کرتے رہتے ہیں۔ اگر یہ حالت سال یا دو سال تک جاری رکھی جائے۔ تو مرد اکثر اوقات نامرد ہو جایا کرتے ہیں۔ بالخصوص جب کہ مرد مجامعت سے پرہیز کرتا رہے۔ بعض مصنفین کا تو یہ خیال ہے۔ کہ ان حالات میں مرد کا مجامعت سے پرہیز کرنا ہی اصل باعث اس کی نامردی کا ہوتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ طبی نقطہ نگاہ سے کورٹ شپ کے دوران میں مرد قطعی طور پر مجامعت سے پرہیز نہیں کرتا۔ وہ صرف اس مجامعت سے بچتا رہتا ہے۔ جسے عوام مجامعت سمجھتے ہیں۔ یہ امر اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیئے۔ کہ اصول سائنس کے مطابق عملی مجامعت اس وقت سے شروع ہو جاتی ہے۔ جبکہ وہ بوس کنار وغیرہ شروع کرتے ہیں۔ یا عورت مرد کے سامنے ناز انداز کرنے لگتی ہے۔ اور مجامعت جسے عام لوگ مجامعت سمجھتے ہیں۔ وہ تو اس عمل کی آخری منزل کا نام ہے۔ مرد کورٹ شپ کے دوران میں مجامعت کی ان تمام ابتدائی منازل سے گذرتا رہتا ہے۔ خواہ وہ ان کا نام مجامعت نہیں رکھتا۔ وہ اپنے نفسانی جذبات کو برابر مشتعل کرتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ انزال کو قریب آتے دیکھکر وہ کوشش کرتا ہے۔ کہ اسے روک لے۔ جب ایستادگی فرو ہو جاتی ہے۔ وہ از سر نو اپنے جذبات کی لگام ڈھیلی چھوڑ دیتا ہے۔ اس عمل کے دیر تک جاری رکھنے سے مجری البول کے پچھلے حصہ میں اور اس کے قریب کے تمام دوسرے حصوں میں اجتماع خون ہوتا رہتا ہے۔ ایک مدت کے اجتماع خون کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

باعث یہ حملے مزمن طور پر مستدام ہو جایا کرتے ہیں۔ جس طرح کہ مجلوق میں ہوا کرتا ہے۔ اس کے علاوہ روحانیۃ المنی بھی پورے طور پر بھرے رہتے ہیں۔ ان تمام وجوہات کے باعث ایسے مردوں کے شہوانی مرکز اور تمام متعلقات جلق والوں کی نسبت بہت جلد ناکارہ ہو جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے نامردی واقع ہوتی ہے۔" صفحہ ۷۵-۷۶

مذکورہ بالا اقتباسات کے مطالعہ کے بعد ہر ایک شخص پتہ لگا سکتا ہے۔ کہ مرد عورت دونوں آپس کے میل جول سے جلق کے عادی ہو جایا کرتے ہیں۔ جس سے آخر کار مردوں کو نامردی اور عورتوں کو دل و دماغ کے امراض ہو جاتے ہیں۔ اب ہر ایک صاحب عقل انسان خود سمجھ سکتا ہے۔ کہ پردہ نہ ہونے کے باعث ایسے امراض چمٹ جاتے ہیں۔ جن کی روک تھام ہمارے اختیار سے باہر ہے۔

عورتوں کیلئے سکول کالج باغات علیحدہ ہوں

پردہ کرنے والی عورتوں کی صحت کو درست رکھنے کیلئے بہت کچھ کیا جا سکتا ہے مثلاً عورتوں کے لئے علیحدہ باغات اور سیر گاہیں بنوائی جا سکتی ہیں۔ جہاں جا کر وہ اپنی صحت کو بحال کر سکیں۔ اس طرح ان کے لئے علیحدہ سکول اور کالج قائم ہو سکتے ہیں۔ جہاں وہ تعلیم حاصل کر سکیں۔ لیکن نوجوان عورتوں اور مردوں کو کون منع کر سکتا ہے۔ کہ وہ اپنی جوانی کے ایام میں ایک دوسرے کو دیکھ کر فاسد خیالات کو اپنے دلوں میں نہ آنے دیں۔ وہ فرشتے تو نہیں۔ انسان ہیں غلطی کے پتلے ہیں۔ کمزور طبع ہیں گر سکتے ہیں۔ اور اکثر اوقات گر جاتے ہیں۔ اگر گرتے ہیں۔ تو اخلاق کا ستیاناس ہوتا ہے۔ اگر سنبھلتے ہیں۔ تو جلق جیسی موذی عادت کے شکار بن جاتے ہیں۔ جو اخلاق کے علاوہ جسمانی طور پر انہیں بالکل برباد کر دیتی ہے۔ ہاں اگر مردوں کو خیال دلایا جائے۔ اور حکومت کو محسوس کرایا جائے۔ کہ عورتوں کی صحت قائم رکھنے کے لئے ان کے لئے علیحدہ باغات اور سیر گاہوں کا انتظام کرے۔ تو پردہ کے باوجود بھی عورتوں کی صحت خراب نہ ہونے پائے۔ گھروں میں عورتیں آزاد ہوتی ہیں۔ پردہ کی ضرورت نہیں۔ اگر باہر جانا پڑے۔ تو وہ پردہ کے ساتھ باہر جا سکتی ہیں۔ اگر علیحدہ باغات اور سیر گاہیں ان کے لئے بنوائی جائیں۔ تو وہاں جا کر وہ اپنے دل و دماغ کو تازہ کر سکتی ہیں۔ اسی طرح سکول اور کالج ان کے لئے بنوائے جا سکتے ہیں۔ یہ سب باتیں اس وقت ہی ہو سکتی ہیں۔ جبکہ مردوں اور گورنمنٹ کو ان کی بہبودی کا خیال ہو۔

حفظان صحت کی ہدایات

بعض لوگ کہا کرتے ہیں۔ کہ اس طرح گورنمنٹ کو بہت خرچ کرنا پڑے گا۔ ہم مانتے ہیں۔ کہ گورنمنٹ پر بہت خرچ پڑے گا۔ لیکن ان کے فوائد کے مقابلہ میں یہ اخراجات کچھ وقعت نہیں رکھتے۔ بشرطیکہ پردہ کرنے والی عورتوں کی بہبودی کا خیال دل میں ہو۔ نیز عورتوں کو تبلانا چاہیئے۔ کہ گھروں کی صفائی کرتے وقت پہلے پانی چھڑک لیا کریں۔ تاکہ گرد نہ اڑے۔ کیونکہ گرد کے پھیپھڑوں میں جانے سے اکثر پھیپھڑوں کے امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح مردوں اور عورتوں کو دیگر قوانین حفظان صحت کے بتلائے جائیں۔ تو وہ ایک حد تک ان امراض سے بچ سکتی ہیں۔ مسلمان عورتوں میں زیادہ تر تپ دق ہونے کی ایک یہ بھی وجہ ہے۔ کہ ان میں افلاس زیادہ ہے۔ ان کے گھروں کی حالت زیادہ خراب ہوتی ہے۔ ہندوں گھروں میں اکثر پختہ فرش ہوتے ہیں۔ جنہیں وہ اکثر پانی سے دھو ڈالتے ہیں۔ نیز اکثر خادموں کے سپرد جھاڑنے کا کام ہوتا ہے۔ لیکن مسلمانوں کے ہاں کچے فرش ہوتے ہیں۔ جنہیں پانی سے نہیں دھو سکتے۔ نیز جھاڑنے کا کام عورتوں کو خود کرنا پڑتا ہے۔ ایسے حالات میں ان کو حفظان صحت کے اصول خوب سمجھانے چاہیئے۔ نیز اس بات پر بہت زور دینا چاہیئے۔ کہ بغیر پانی چھڑکے گھر کو جھاڑا نہ کریں۔ اور کہ اگر ان کے گھر میں کسی کو کھانسی ہو تو اسے ہر جگہ تھوکنے نہ دیں۔ بلکہ ایک خاص برتن میں تھوکنے کی ہدایت کریں۔ اور اس برتن میں تھوڑا سا فینائل ڈالدیا کریں۔ یا لکڑی کا برادہ برتن میں رکھا کریں۔ جسے دوسرے روز مٹی کا تیل ڈالکر جلا دیا جائے۔ اس کے علاوہ اگر صفائی کی طرف زیادہ خیال دلوایا جائے۔ تو ایسے امراض بہت حد تک روکے جا سکتے ہیں۔ یہ کام میونسپل کمیٹیوں کا ہے کہ حفظان صحت کے اصولوں کو پبلک لیکچروں اور اشتہارات وغیرہ کے ذریعہ پبلک کے ذہن نشین کراتی رہیں۔ مسلمانوں کا اپنا بھی فرض ہے۔ کہ وہ اپنی مسجدوں میں اس قسم کے لیکچر کروایا کریں۔ تاکہ عام مسلمان حفظان صحت کے اصولوں سے آگاہ ہو جائیں۔ نیز مذہبی لٹریچر میں سے ایسے خیالات لوگوں کو سنائے جائیں۔ جن سے لوگوں میں صفائی کا خیال پیدا ہو۔ اور وہ حفظ صحت کے اصولوں پر کاربند ہو جائیں مسلمان اخبارات کو چاہیئے۔ کہ وہ وقتاً فوقتاً لوگوں کو یاد دلاتے رہیں۔ کہ کن اصولوں پر چلکر وہ اپنی صحت کو بہتر بنا سکتے ہیں۔ مسجدوں کے خطیبوں کیلئے تو یہ کام بہت ہی آسان ہے۔ بشرطیکہ وہ ایسے لیکچروں کی ضرورت کو محسوس کریں۔ مسلمان پبلک کو بڑی آسانی سے حفظان صحت کے موٹے موٹے اصولوں سے آگاہ کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ان کی بتلائی ہوئی باتوں کا ایک خاص اثر ہوا کرتا ہے۔ ضرورت صرف اتنی ہے۔ کہ ان کو اس کام کے لئے آمادہ کیا جائے۔

دوسرا اعتراض

یہ کہا جاتا ہے۔ کہ مرد عورت کی آزادی میں مخل ہوتا ہے۔ اور یہ عورت پر سخت ظلم ہے۔ اس کے متعلق عرض ہے۔ کہ یہ عورت پر ظلم نہیں بلکہ رحم ہے۔ کیونکہ اس کے ذریعہ عورت میں بد خیالات کے پیدا ہونے کا موقع ہی نہیں ملتا۔ امریکہ اور یورپ میں جہاں یہ پابندی عورتوں پر عائد نہیں کی گئی۔ وہاں کی اخلاقی حالت کا نقشہ صاف بتلا رہا ہے۔ کہ عورتوں پر یہ پابندی نہایت ضروری ہے۔ مثلاً حال ہی میں امریکہ جیسے مہذب کہلانے والے ملک کی حالت اس طرح پیش کی گئی ہے۔ کہ وہاں جو عورتوں کو دن بدن زیادہ سے زیادہ آزادی مل رہی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ طلاقوں کی کثرت بھی ہوتی چلی جا رہی ہے۔ دس سال پہلے جہاں تین فیصدی طلاقیں ہوا کرتی تھیں۔ اب ان کی اوسط دس فی صدی ہو گئی ہے۔ اگر عورتوں کو اور زیادہ آزادی دی گئی۔ تو یقیناً طلاقوں کی کثرت اس سے بھی زیادہ ہو جائیگی۔ چنانچہ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ آج سے پچاس ساٹھ سال کے عرصہ میں حالت یہاں تک پہنچ جائیگی۔ کہ ادھر شادی ہوئی ادھر طلاق مل گئی۔ قریب قریب یہی حالت تمام یورپ میں ہے۔ جہاں عورتوں کو دن بدن زیادہ آزادی مل رہی ہے اب تو ان ممالک میں یہ تجویز ہو رہی ہے۔ کہ پہلے عارضی شادیاں ہوا کریں۔ اور جب دو چار یا آٹھ دس سال تک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اکٹھے رہ کر مرد و عورت اپنا اطمینان کرلیں۔ تب مستقل شادی ہوا کرے۔ جن گھروں میں طلاقیں اس کثرت سے ہو رہی ہوں۔ ان میں کیا تباہی اور بربادی ہوتی ہوگی۔ اس کا خیال ایک ایسی قوم کے افراد جن میں پردہ کا رواج ہے اور جن کے ہاں شاذ و نادر طلاق ہوتی ہے۔ خود کر سکتے ہیں۔ یاد رہے۔ کہ ان ممالک میں سوائے اس کے عورت بدچلن ہو طلاق بہت کم ہوتی ہے۔ ہم اپنی عورتوں کو موقع ہی نہیں دیتے۔ کہ ان میں بد خیالات جن کی وجہ سے بداعمالیاں سرزد ہوں پیدا ہوں۔ جس طرح ہر ایک گورنمنٹ نے اس امر کو محسوس کیا ہے۔ کہ بعض حالات میں لوگوں کی آزادی پر قیود عائد کرنا اس کا فرض ہے۔ کیونکہ ان پابندیوں میں عوام کا بہت فائدہ ہوتا ہے۔ اسی طرح اسلام نے عورتوں پر ان کے فائدہ کے لئے پردہ کی پابندی عائد کی ہے۔ مثال کے طور پر کوکین ہی کو لے لیجئے۔ تقریباً ہر اک مہذب گورنمنٹ نے اس کی خرید و فروخت پر سخت پابندیاں لگا رکھی ہیں۔ اسلئے کہ عام طور پر لوگ اس کے عادی ہو کر اپنی صحتوں کا ستیاناس کر لیا کرتے تھے۔ گورنمنٹ نے محسوس کیا۔ کہ باوجود اس کے کہ لوگ خود محسوس کر رہے ہیں کہ یہ ان کی صحت کو برباد کر دیتی ہے۔ پھر بھی وہ اس کو چھوڑ نہیں سکتے۔ اس لئے رعایا کی بہبودی کا خیال کرتے ہوئے۔ اس کی خرید و فروخت پر سخت سے سخت پابندیاں عائد کر دیں۔ اسی طرح شراب کے متعلق امریکہ اور روس نے سخت پابندیاں عائد کر دی ہیں۔ اور ہندوستان کے بھی تمام لیڈر یہی چاہتے ہیں۔ کہ یہاں بھی اس کی خرید و فروخت بند کر دی جائے۔ پس ثابت ہوا۔ کہ بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں۔ جو سخت نقصان دہ ہوتی ہیں۔ ان میں ایک ایسا حظ ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے باوجود اسے نقصان رساں ماننے کے بھی انسان ان کا عادی ہو جاتا ہے۔ اور ان کا ایسا وفادار غلام بن جاتا ہے۔ کہ کسی طرح انہیں ترک کرنے پر آمادہ نہیں ہوتا۔ ایسی حالتوں میں مجبوراً حکومتوں کو لوگوں کی آزادی میں مخل ہونا پڑتا ہے۔ کوئی عقلمند انسان ان پابندیوں کو ظلم نہیں کہہ سکتا۔ ایسی پابندیاں تو درحقیقت لوگوں پر رحمت ہوا کرتی ہیں۔ نہ کہ زحمت۔ پس اسی طرح پردہ بھی عورتوں کے لئے رحمت ہے نہ کہ زحمت۔

پردہ رحمت ہے نہ کہ زحمت

علاوہ ازیں پردہ عورتوں کے لئے ایک اور طرح بھی رحمت ثابت ہو رہا ہے۔ وہ اس طرح کہ قدرتاً عورت میں نمائش کا مادہ مرد سے زیادہ ہے۔ پردہ کی وجہ سے عورت کو نمائش کا بہت کم موقع ملتا ہے۔ اس لئے وہ اتنی فضول خرچ نہیں ہوتی جتنی کہ پردہ نہ کرنے والی آزاد عورت ہوا کرتی ہے۔ معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ آزاد ممالک کی عورتیں اپنے لباس اور بناؤ سنگار کی اشیاء پر اس کثرت سے خرچ کرتی ہیں۔ کہ ان کے خاوند تنگ آجاتے ہیں۔ امراء تو خیر برداشت کر لیتے ہیں۔ مگر درمیانہ طبقہ کے لوگ جن کی ہر جگہ کثرت ہے۔ سخت تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ چونکہ وہاں عورتوں کو نمائش کے موقع ہر وقت ملتے رہتے ہیں۔ اسلئے وہ بہت زیادہ خرچ کرتی رہتی ہیں۔ ان کے خاوندوں کی آمدنی کا بہت بڑا حصہ ان کی نمائش کی نظر ہو جاتا ہے۔ اور ضروریات زندگی کے لئے بہت کم روپیہ باقی بچتا ہے۔ جس کی وجہ سے مردوں کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آزاد ممالک میں اب یہ رواج ہوتا جا رہا ہے۔ کہ مرد اس وقت تک شادی کا خیال بھی اپنے دلوں میں نہیں لاتے۔ جب تک کہ ان کی آمدنیاں معقول نہ ہو جائیں۔ لیکن یہ ان کے اپنے اختیار سے باہر ہوتا ہے۔ کہ اپنی آمدنیاں بڑھا سکیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مرد اکثر شادی سے پہلو تہی کرتے رہتے ہیں۔ اور طبعی جذبات کو ناجائز طریق پر فرو کرنے کے عادی ہو جاتے ہیں۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ عورتوں کو خاوند نہیں ملتے۔ اس لئے انہیں اور زیادہ بناؤ سنگار کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ تاکہ مرد ان کی طرف کھچے چلے آئیں۔ مرد اپنی جگہ سوچتے ہیں۔ کہ جب یہ اس قدر اصراف کے عادی ہیں۔ تو ہم اپنے محدود ذرائع سے کیونکر انہیں خوش کر سکتے ہیں۔ اسلئے وہ شادیوں سے اور زیادہ بھاگتے ہیں۔ لیکن چونکہ طبعی جوش دونوں میں موجود ہوتا ہے۔ اور دوسرے کی کشش بھی دونوں میں پائی جاتی ہے۔ اسلئے نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ کہ وہ بغیر جائز و ناجائز کا خیال کئے وہ کچھ کر گذرتے ہیں۔ جس کی اخلاق کسی حالت میں اجازت نہیں دیتا۔ علاوہ اخلاق کی تباہی کے اس کا اثر قوم پر بھی پڑتا ہے۔ وہ اس طرح کہ نوجوان جانتے ہیں۔ کہ قدرت ان کے مخرب اخلاق اعمال کو آج نہیں۔ تو کل ضرور ظاہر کر دیگی۔ لہذا ان کو ماں باپ۔ بہن۔ بھائی یار دوست وغیرہ کے طعنوں کی فکر دامنگیر ہو جاتی ہے پھر وہ ایسے طریق اختیار کرتے ہیں۔ کہ راز افشا ہونے نہ پائیں۔ اس کے لئے کہیں فرنچ لیدر استعمال کئے جاتے ہیں۔ اور کہیں پیٹین اور کہیں مختلف ڈوش وغیرہ۔ ان تمام کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ افراد قوم کی تعداد کم ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ جس کے باعث لیڈروں کو قوم کو تباہی سے بچنے کا علاج سوچنا پڑتا ہے۔ چنانچہ پھر انہیں ایسے قوانین بنانے پڑتے ہیں۔ جن کی وجہ سے وہ خیال کرتے ہیں۔ کہ قوم کی تباہی رک سکتی ہے۔ مثلاً یہ کہ جو شادی کے قابل ہوتے ہوئے شادی نہیں کرتے۔ ان پر انہیں ٹیکس لگانے کی سوجھتی ہے۔ اس سے غرض ان کی یہ ہوتی ہے۔ کہ مرد ٹیکس کے ڈر سے شادی کی طرف متوجہ ہوں۔ لیکن مرد یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ ٹیکس کی رقم تو محدود ہے۔ اور ان کی بیویوں کے خرچ لامحدود ہونگے۔ اس لئے وہ پھر بھی شادی کے لئے آمادہ نہیں ہوتے۔ ادھر عورتوں کو بھی ناجائز تعلقات کی عادت پڑ چکی ہوتی ہے۔ وہ بھی شادی کی اتنی خواہشمند نہیں رہتیں۔ طرفہ تر یہ کہ میڈیکل سائنس نے ایسی چیزیں ایجاد کر رکھی ہیں۔ جن کی وجہ سے دنیا کی طعن و تشنیع سے بھی بچ جاتی ہیں۔ ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے پچھلے سال لارڈ بشپ آف کنٹربری کو بھی تسلیم کرنا پڑا۔ کہ عوام تو درکنار اکثر اعلیٰ پایہ کے لوگ بھی ان میڈیکل ایجادوں کی وجہ سے بدحرکات میں پڑنے سے نہیں چوکتے۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں۔ کہ ان ایجادوں کے طفیل وہ اپنی ناشائستہ حرکات کو بہت آسانی سے چھپا سکتے ہیں۔ ان کو چھوڑ کر شادی شدہ عورتوں کو لیجئے۔ ان میں بھی نمائش کا مادہ اپنی دوسری بہنوں سے کم نہیں۔ وہ ایام حمل کی تکالیف سے گھبراتی ہیں۔ اور اپنے بچوں کو دودھ پلانے سے ڈرتی ہیں۔ کہ کہیں ان کی خوبصورتی میں فرق نہ آجائے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ فکر لگا رہتا ہے۔ کہ اگر اولاد ہو گئی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ترکیبیں سوچ کر نکالتی ہیں۔ کہ عقل حیران رہجاتی ہے۔
ماہرین امراض مخصوصہ کی کتب سے پتہ چلتا ہے کہ
وہ کس طرح ان ناجائز اور خلاف فطرت حرکات کے
باعث اپنی صحت کو بجائے بحال رکھنے کے برباد کر لیتی
ہیں۔ شرم اجازت نہیں دیتی۔ کہ ہم ان کی حرکات کا یہاں
ذکر کریں۔ جنہیں شوق ہو۔ وہ اس قسم کی کتب کا خود مطالعہ
کریں۔ الغرض کہ ان ممالک کی عورتوں میں اپنی خوبصورتی
کو دوبالا کرنے اور اس کی داد لینے کی تمنا یہاں تک
بڑھی ہوئی ہے۔ کہ اب وہ لباس کے معاملہ میں بھی بے شرمی
اور بے حیائی کی حد کو پہنچ رہی ہیں۔ چنانچہ لباس کے
متعلق ان کی اس حالت کو دیکھکر پچھلے سال جناب پوپ
کو بھی اعلان کرنا پڑا۔ کہ گرجا آنے والی عورتوں کے لئے
ضروری ہے۔ کہ خاص لباس میں ملبوس ہو کر گرجا میں داخل
ہوا کریں۔ اور ایسی عورتوں کو گرجاؤں میں داخل ہونے
کی اجازت نہ ملا کرے۔ جو لباس کے معاملہ میں شرم و
حیا کا خیال نہیں رکھتیں۔ اس کے متعلق زیادہ لکھنے کی
ضرورت نہیں۔ کیونکہ کون ہے جسے معلوم نہیں۔ کہ یہ
عورتیں چہرہ کی نمائش کے علاوہ ضرورت محسوس کر رہی ہیں
کہ اپنے جسموں کے بعض دوسرے دلفریب حصوں کی نمائش
بھی کیا کریں۔ چنانچہ آج کل یہ فیشن ہو گیا ہے۔ کہ گلے
سینوں بازوؤں اور ٹانگوں کی نمائش کی جاتی ہے۔
ان میں سے بعض کی حالت تو یہاں تک پہنچ گئی ہے۔
کہ شعاعی غسل (Sun Bath) کے
بہانے بالکل ننگی رہنے لگ گئی ہیں۔ ان کے بعض تھیٹروں
میں ننگی عورتوں کا ناچ ہوتا ہے۔ ابھی بہت دن نہیں
ہوئے کہ سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور میں ننگی عورتوں کے
فوٹو لئے گئے تھے۔ جنہوں نے اپنی شرمگاہوں کے علاوہ
باقی جسم کے ڈھانکنے کی ضرورت ہی محسوس نہ کی تھی۔ مذکورہ
بالا حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے کون ہے جو پردہ کو عورتوں
پر ظلم کہہ سکتا ہے۔ ایسی عورتیں جوانی کے ایام تو خیر نمائش
کرتے گذار لیتی ہیں۔ لیکن ان کا بڑھاپا نہایت خراب
ہوتا ہے۔ اس کی ضرورت نہیں کہ بتلایا جائے۔ کہ کیوں
ان کا بڑھاپا خراب ہوتا ہے۔ ہر ایک شخص خود سمجھ سکتا

ہے۔

شکر ہے۔ خدا کا کہ گاندھی جی کو موقع ہی نہیں
ملا۔ کہ وہ پردہ کے خلاف جہاد کرتے۔ کیونکہ پچھلے سال
انہیں بھی پردہ کے خلاف جہاد کرنے کا شوق آن کودا
تھا۔ اگر انہیں سوراج کی جنگ کی نہ سوجھتی۔ تو اس
وقت وہ شاید اس جہاد میں مصروف ہوتے۔ ہمیں
اس وقت بھی خیال آیا تھا۔ کہ ان کی خدمت میں لکھیں
کہ حضرت آپ کیوں اپنے پاؤں پر کلہاڑی مار رہے ہیں۔
آپ پردہ اٹھانے میں خدانخواستہ اگر کامیاب ہو گئے۔
تو دیکھیں گے۔ کہ آپ کی سودیشی کی سکیم کا کیا حشر ہوتا ہے
اب تو آپ ساٹھ کروڑ کے لئے رو رہے ہیں۔ پھر آپ
کو شاید ساٹھ ارب کے لئے رونا پڑیگا۔ اور اخلاق کی
وہ مٹی پلید ہوتی دیکھیں گے۔ کہ شاید آپ کو خود کشی ہی
کرنی پڑے۔ سودیشی کی سپرٹ جو کہ محدود طبقہ میں پائی
جاتی ہے۔ وہ ایک عارضی سپرٹ ہے۔ دائمی کبھی ہو ہی
نہیں سکتی۔ پردہ کے باہر ہماری عورتوں کو بھی یقیناً
انہیں چیزوں کی ضرورت لاحق ہوگی جن کی آزاد ممالک
کی عورتوں کو ہے۔ اور چونکہ طبائع ہر جگہ ایک جیسی ہی
نہیں۔ اس لئے ان باتوں کو برداشت کرنے کے لئے
ابھی سے تیار ہو جانا چاہیئے۔ جو ان ممالک میں پائی جاتی
ہیں۔ جہاں پردہ کا دستور نہیں۔ جب بھی مذکورہ بالا
حقائق پردہ کے مخالفین کے سامنے پیش کئے گئے ہیں۔
تو دیکھا گیا ہے۔ کہ وہ ان باتوں سے انکار کرنے کی
جرأت تو نہیں کرتے۔ لیکن ان کے تدارک کے لئے
بعض ایسی فرضی باتیں پیش کر دیا کرتے ہیں۔ جو دنیا میں
آج تک نہیں پائی گئیں۔ اور اگر پائی بھی گئی ہیں۔ تو
محدود زمانوں میں اور محدود حلقوں میں۔ ان حضرات
کے تجویز کردہ علاج سے پتہ لگتا ہے۔ کہ ان کو انسانی
فطرت کا بیسا چاہیئے علم نہیں۔ اگر ان کو انسانی کمزوریوں
کا کماحقہٗ علم ہوتا۔ تو وہ اس قسم کی خیالی باتیں پیش نہ
کرتے۔ خدا کو ماننے والے پردہ کے مخالفین تو ہمیشہ
یہ کہا کرتے ہیں۔ کہ نوجوان مردوں اور عورتوں میں
روحانیت پیدا کرنی چاہیئے۔ تاکہ ایسی خرافات واقعہ
بھی نہ ہوں۔ ہم ان سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ آپ
پردہ کو اس وقت تک رہنے دیں۔ جب تک کہ تمام عالم
روحانیت سے معمور نہیں ہو جاتا۔ اس حالت کے پیدا ہونے
کے قبل پردہ اٹھانا یقیناً مہلک ثابت ہوگا۔ تاریخ کے
مطالعہ سے تو یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ حالت نہ کبھی پہلے
پیدا ہوئی ہے۔ اور آئندہ ہونے کی امید ہے۔ ہاں
محدود زمانوں تک محدود حلقوں میں روحانیت پائی جاتی
رہی ہے۔ مثلاً انبیاء کے زمانوں میں اور ان کے بعد کچھ
عرصہ تک لیکن پھر بھی یہ بالعموم ہرگز نہیں پائی گئی۔ اس
محدود حلقے میں بھی جو انبیاء اپنے اردگرد پیدا کر لیتے
ہیں۔ بعض منافقین بھی ہوتے ہیں۔ جن میں روحانیت نام
کو نہیں ہوتی۔ پس ثابت ہوا۔ کہ انبیاء کی جماعتوں کے
ہر ایک فرد میں بھی روحانیت موجود نہیں ہوتی۔ آج تک
جتنے نبی یا رسول یا رشی منی مبعوث ہوئے ہیں۔ انہوں نے
اپنی تمام زندگیاں لوگوں میں روحانیت پیدا کرنے میں۔
صرف کر دی ہیں۔ لیکن باوجود ان کی اس قدر سعی اور کوشش
کے وہ ایک محدود گروہ میں اور محدود زمانہ کے لئے روحانیت
پیدا کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ نہ تمام نے انہیں قبول
کیا اور نہ تمام میں یہ پیدا کی جا سکی۔ علاوہ ازیں جن میں
روحانیت پیدا بھی ہوئی۔ ان کی آنے والی نسلوں میں سے
یہ آہستہ آہستہ مفقود ہوتی چلی گئی۔ حتیٰ کہ ایک زمانہ ایسا
آتا رہا ہے۔ کہ ان کی اولادیں روحانیت سے اتنی دور ہو
گئیں۔ جتنی دور کہ ان کے بزرگوار نبی کی بعثت سے پہلے
ہوا کرتے تھے۔ اس میں شک نہیں کہ بعض انبیاء کے زمانہ
میں روحانی بارش اس کثرت سے دنیا میں ہوئی۔ کہ اس کا
اثر ان کے بعد بہت مدت تک پایا گیا۔ لیکن پھر بھی یہ کبھی
نہیں ہوا۔ کہ اس روحانیت کا اثر ہمیشہ کے لئے رہے۔
دنیا میں کوئی قوم ایسی نہیں۔ جس میں انبیاء کی بعثت کے
کم و بیش عرصہ کے بعد پھر سے قریب قریب وہی حالات
جو ان کی بعثت سے پہلے ہوتے تھے۔ پیدا نہ ہو گئے ہوں۔
اس تمام بیان سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ انسانی فطرت کچھ اس
طرح واقع ہوئی ہے۔ کہ ایک عرصہ تک تو روحانی بارش
کا اثر اس پر رہتا ہے۔ لیکن بعد میں جس طرح زمانہ گذرتا
جاتا ہے۔ یہ بھی مفقود ہوتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ پھر
پہلی سی مجہول حالت پیدا ہو جاتی ہے۔ مذہبی تاریخ پکار پکار کر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تبلا رہی ہے۔ کہ یہ کبھی نہیں ہوا۔ کہ ایک عرصہ تک کے روحانی بارش کے بعد انسان دائمی طور پر اس سے متاثر رہے۔ دنیاوی معاملات میں بھی انسان کی اس فطرت کا مظاہرہ ہر وقت ہوتا رہتا ہے۔ وہ جنہیں اس حقیقت کا بخوبی علم ہے۔ اس سے بڑے بڑے فائدے حاصل کرتے ہیں۔ مثلاً پیئرسوپ کمپنی کے مالکوں کو ایک مرتبہ یہ خیال آیا کہ اب جبکہ ہماری کمپنی کا اشتہار بہت عرصہ سے کافی ہو رہا ہے۔ آئندہ اشتہار دینے سے کیا فائدہ۔ کیوں مفت میں تین کروڑ روپیہ سالانہ اشتہار پر خرچ کئے جائیں۔ چنانچہ انہوں نے فیصلہ کیا۔ کہ تین سال کے لئے اشتہار دینا بند کر دیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ کمپنی کو اس عرصہ میں ستائیس کروڑ روپیہ کا نقصان برداشت کرنا پڑا ؛

انبیاء کی ہمیشہ ضرورت ہے

بعض کا خیال ہے۔ کہ روحانیت پیدا کرنے کے لئے آسمانی کتب کافی ہیں۔ ہمارے خیال میں وہ غلطی کرتے ہیں۔ جو یہ کہتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ آسمانی کتب بھی صرف انہیں کے کام آسکتی ہیں۔ جو پہلے متقی ہوں۔ یہی تعلیم خود قرآن مجید دیتا ہے۔ کہ میں صرف ان لوگوں کے لئے ہدایت اور دلیل ہوں۔ جو متقی ہوں۔ جن میں روحانیت نہیں۔ وہ متقی نہیں ہو سکتے اور جو متقی نہیں۔ وہ نہ تو قرآن مجید سے ہدایت پا سکتے ہیں نہ اس سے تسلی پا سکتے ہیں۔ روحانیت صرف روحانی ہی پیدا کر سکتے ہیں۔ بلا تعلیم کوئی کتاب روحانیت پیدا نہیں کرا سکتی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے وقتاً فوقتاً اپنے نبی دنیا میں مبعوث فرمائے۔ تاکہ وہ بار بار لوگوں میں روحانیت پیدا کرتے رہیں۔ اسی بناء پر ہم یہ مانتے ہیں۔ کہ جس طرح دنیا کو پہلے انبیاء کی ضرورت ہوتی تھی اب بھی ہے۔ اور آئندہ بھی ہوگی۔ جب فطرت انسانی پہلے ہی آج ہے جیسی کہ پہلے تھی۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ پہلے کی طرح بار بار روحانیت پیدا کی جانے کی ہمیں ضرورت ہو۔ پس وہ لوگ جو کہتے ہیں۔ کہ اب دنیا کو انبیاء کی ضرورت نہیں۔ اسلئے کہ کامل تعلیم آچکی ہے۔ انہیں درحقیقت نہ تو انسانی فطرت کا پورا پورا علم ہے۔ اور نہ وہ مذہبی تاریخ کو غور سے مطالعہ کرتے ہیں۔ مسلمانوں کی موجودہ حالت صاف بتلا رہی ہے۔ کہ اس وقت وہ بڑی تیزی کے ساتھ قعرِ مذلت میں گر رہے ہیں۔ قرآن مجید جیسی کتاب کے ہوتے ہوئے ان کا گرنا جہاں یہ ثابت کرتا ہے۔ کہ ان میں روحانیت نہیں رہی۔ وہاں یہ بھی صاف بتلا رہا ہے۔ کہ کامل تعلیم بغیر معلم کے ان کی ترقی اور عروج کے لئے کافی نہیں۔ کیونکہ کامل تعلیم اس وقت فائدہ پہنچا سکتی ہے۔ جب اس پر عمل بھی ہو۔ اور عمل بغیر سپرٹ یعنی روحانیت کے ناممکن ہوا کرتا ہے۔ پس اس وقت مسلمانوں کو سب سے زیادہ ضرورت ایک ایسے شخص کی ہے۔ جو ان میں روحانیت پیدا کر سکے۔ جس کی وجہ سے انہیں قرآن مجید کی تعلیم پر عمل کرنے کی توفیق ہو۔ پھر جس طرح بہت دیر تک کے امساک باراں کے بعد موسلا دھار بارش ہی زمین کی تشنگی کو بجھا سکتی ہے۔ معمولی ترشح سے زمین سیراب نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح اب سخت ضرورت ہے۔ کہ ایک نبی ان میں مبعوث ہو تا کہ روحانی بارش بھی کثرت سے ہو۔ معمولی ترشح جو اولیاء اللہ کے زمانوں میں ہوتا ہے مسلمانوں کو روحانیت سے معمور نہیں کر سکتا۔ اس وقت دنیا کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایسا گمراہ زمانہ شاید ہی کبھی آیا ہو۔ رسول مقبول صلعم کی بعثت سے قبل کے زمانہ کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ وہ نہایت تاریکی کا زمانہ تھا۔ مگر یہ زمانہ اس سے بھی تاریک تر نظر آرہا ہے۔ اس لئے کہ اس زمانہ کے لوگ اگرچہ گمراہ تھے۔ مگر بوجہ جہالت جلد ڈر جانے والے تھے۔ لیکن اس زمانہ کے لوگ اس قدر مادہ پرستی کی طرف بڑھ چکے ہیں۔ کہ ان کا راہ راست پر آنا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے ؛

مذکورہ بالا بیان سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ دنیا میں کبھی روحانیت کا دور ہوتا ہے۔ اور کبھی گمراہی کا۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ گمراہی کے دور میں جب روحانیت قریب قریب دنیا سے مفقود ہو کیا تدبیر اختیار کی جائے کہ ایسی بداعمالیاں جو اوپر بیان ہوئی ہیں۔ کم سے کم ہوا کریں۔ اس کے لئے ہمیں تو سوائے پردہ کے کوئی کارگر چیز نظر نہیں آتی۔ وہ حضرات جو پردہ اٹھا دینا چاہتے ہیں۔ بتلائیں کہ ان بداعمالیوں کی روک تھام ہو تو کیونکر ہو۔ گمراہی کے دور تو جس طرح آتے رہے ہیں۔ آئندہ بھی آئیں گے۔ اور ان کا آنا بھی ضروری ہے۔ تاکہ لوگوں کو روحانیت کے زمانوں کی قدر معلوم ہوتی رہے۔

جو لوگ مادہ پرست ہیں۔ وہ بھی یہی علاج بتلاتے ہیں۔ کہ لوگوں کے اخلاق درست کرنے چاہئیں۔ ہم ان سے بھی درخواست کرتے ہیں۔ کہ جب تک آپ تمام دنیا کے لوگوں کے اخلاق درست نہ کریں اس وقت تک پردہ کو جاری رہنے دیجئے۔ جب آپ کو یقین ہو جائے۔ کہ اب اخلاقی گناہ سرزد نہیں ہو سکتے۔ اس وقت اسے اٹھا دیجئے۔

نوٹ:

اکثر مسلمان حضرات کہہ دیا کرتے ہیں۔ کہ اس اُمت کے علماء کا وہی درجہ ہے۔ جو بنی اسرائیل کے انبیاء کا ہوا کرتا تھا۔ ان کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ باوجود علماء کی اس کثرت کے جو آج پائی جا رہی ہے۔ پھر بھی مسلمانوں کا پست ہوتے چلے جانا ثابت کر رہا ہے۔ کہ علماء بھی ان کی اس مرض کی دوا نہیں بن سکتے۔ اسلئے ضرورت ہے۔ کہ بنی اسرائیل کے انبیاء سے (جن کے درجہ کے برابر ہمارے علماء بتلائے جاتے ہیں۔) بڑھکر درجہ رکھنے والا نبی آنا چاہیئے۔ اور وہ خدا کے فضل نے مخلوق کے لئے بھیجدیا۔ جس کا نام مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام ہے۔ مبارک ہیں وہ جو اس کو قبول کریں۔ اور بدنصیب ہیں۔ وہ جو اس سے دور رہے ؛

(ڈاکٹر نور محمد۔ ایم۔ بی۔ بی۔ ایس۔ لاہور)

شربت فولاد

عورتوں کی بیماریاں متعلقہ زخم کمی وبیشی حیض ناطاقتی اٹھا

اور ہسٹریا کی بہترین دوا ہے

بنت ظہور الحق صاحب فاروقی مرحوم انسپکٹر ورنیس شمالی لکھتی ہیں۔ کہ میں نے تین بوتلیں شربت فولاد کی استعمال کی ہیں۔ واقعی امراض مستورات کی بہترین دوا ہے۔ براہ مہربانی تین بوتلیں اور بھیجدیں مشکور ہونگی قیمت فی خیشی پچاس خوراک دو روپے محصول ڈاک

نیاز کوڈ فیض عام میڈیکل ہال قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی مشن

بالاکوٹ میں غیر احمدیوں سے مناظرہ

عرض آنکہ جنوری ۱۹۳۱ء کے آخری ہفتہ میں بالاکوٹ ضلع ہزارہ میں جماعت احمدیہ کے عیسائیوں سے متعدد کامیاب مناظرے ہوئے۔ اور اسی اثناء میں غیر احمدی مولوی محمد قاسم دیوبند کی طرف سے مناظرے پر آمادگی ظاہر کی گئی۔ چنانچہ احمدی مناظر مولانا مولوی اللہ دتا صاحب مولوی فاضل سے وفات مسیح و ختم نبوت اور صداقت مسیح موعود علیہ السلام پر ان کے مناظرات ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم سے غیر احمدی مناظر کی برسرعام ناکامی اور شکست نے غیر احمدیوں کو نہایت نادم کیا۔ پس انہوں نے اس رسوائی اور ذلت کے داغ دھونے کے لئے دیوبند سے ایک مناظر مولوی عبدالحنان صاحب کو بلایا۔ اور ہر سہ مضمونوں پر تین تین گھنٹہ وقت مقرر ہو کر مناظرہ شروع ہوا۔ مولوی اللہ دتا صاحب مولوی فاضل احمدی نے بارہ آیات اور آٹھ حدیثیں اجرا نبوت کے ثبوت میں پیش کیں۔ لیکن مناظر دیوبند نے بجز احادیث کے قرآن کریم کی کسی آیت کی تشریح نہ کرتے ہوئے فہیم طبقہ پر اپنی شکست کو ظاہر کر دیا۔ دوسرے روز زیر صدارت جناب پوسٹماسٹر صاحب محمد ظہور حسین صاحب صداقت مسیح موعود و وفات مسیح ناصری پر مناظرہ ہوا۔ پہلا وقت صداقت پر تھا۔ جس میں مولوی صاحب فاضل احمدی نے متعدد آیات کو پیش کرتے ہوئے مسیح الموعود کی نبوت کو ثابت کیا۔ اثنار مناظرہ میں مولوی عبدالحنان صاحب نے کئی ایک پیشگوئیوں کو پیش کر کے اعتراض کیا۔ مگر جس کا جواب سنا پھر دوہرانے کی جرأت نہ ہوئی۔ بلکہ ایک بہتان حضرت مسیح الموعود پر باندھا۔ جس پر حضرت مولوی اللہ دتا صاحب احمدی نے بیس روپیہ صدر صاحب کے پاس امانت رکھ کر کہا۔ اگر یہ الفاظ کتب حضرت مسیح الموعود علیہ السلام سے ثابت کر دو۔ تو یہ روپیہ آپ کا ہوا۔ لیکن جھوٹ آخر جھوٹ ہوتا ہے۔ جب یہ نہ بنی تو پھر تمسخر کرنے پر دارو مدار ٹھہرا کر اپنے ہمنواؤں کو خوش کرتے رہے وفات مسیح ناصری میں مولوی صاحب مولوی اللہ دتہ مولوی فاضل نے قرآن کریم اقوال احادیث بزرگان سلف سے توفیتنی کے معنے موت ثابت کئے۔ اور مناظر مخالف کے پاس جو چند علماء ہم عقیدہ بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کو قسم دی۔ کہ توفیتنی باب تفعل سے ہے یا باب تفعیل سے۔ مگر کسی عالم نے قسم نہ کھائی پھر اثنار مناظرہ میں فاضل احمدی مناظر نے حضرت مسیح الموعود کا شعر ؎

ابن مریم مر گیا حق کی قسم
داخل جنت ہوا وہ محترم

پڑھا۔ اس کے جواب میں مناظر صاحب دیوبندی نے کہا۔ کہ دیکھو جی قرآن شریف تو قیامت سے پہلے کسی کو جنت میں داخل نہیں کرتا۔ کسی اور کی کیا بات۔ بلکہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم بھی جنت میں اب تک واصل نہیں ہوئے۔ اگر احمدی سچے ہیں تو قسم کھا دیں۔ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم داخل جنت ہو گئے ہیں۔ جس پر فاضل احمدی نے اٹھتے ہی قرآن اٹھا کر قسم کھائی جس پر مناظر مخالف کو نہایت شرمندہ ہونا پڑا۔ اور اختتام پر متعصب علماء نے بھی کھلم کھلا تسلیم کیا۔ کہ مولوی عبدالحنان صاحب دیوبندی کو شکست فاش ہوئی ہے۔ اہل ہنود نے برسرعام ہماری کامیابی کا اظہار کیا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ ؎

پہلا اجلاس زیر صدارت محمد اسلم خاں جاگیردار بالاکوٹ ہوا۔ جن کے ہم مشکور ہیں ؎

(فضل کریم سیکرٹری تبلیغ بالاکوٹ)

فیض عام جوہر (تریاق)

اس کی ایک چھوٹی سی شیشی کا جیب میں ہر وقت موجود رکھنا گویا عراق کے قلعہ میں بڑی بڑی آفات ناگہانی سے محفوظ رہنا ہے۔ ہر طرح کی اندرونی اور بیرونی تکلیف پر اس کے چند قطرے کھانے یا لگانے سے فوری تسکین اور آرام ہو جاتا ہے۔ کوئی مرض نہیں جس پر اس کا استعمال مفید نہ ہو شکم پیٹ۔ سر۔ دانت درد۔ بدہضمی۔ پیاس۔ ہیضہ۔ اسہال وغیرہ زنبور بچھو۔ سانپ وغیرہ زہریلے جانوروں کے کاٹے کو یہ تریاق ہے ؎

جناب حکیم فضل الرحمن صاحب شاگرد خاص شاہی حکیم حضرت مولوی نورالدین صاحب لکھتے ہیں۔ کہ میں نے فیض عام جوہر استعمال کیا اور کرایا ہے۔ واقعی مفید چیز ہے۔ میرے نزدیک اس کے فوائد امرت دھارا سے بڑھ چڑھ کر ہیں جو اصحاب اس کو استعمال کرینگے۔ وہ میری اس تحریر کی تصدیق کرینگے

قیمت ایک تولہ بارہ آنے۔ دو تولہ ایک روپیہ چار آنے محصول

کنگ آف ٹانکس نمبر ۲

موسم بہار میں

استعمال کر کے اپنا خون اور وزن بڑھائیں

کنگ آف ٹانکس طاقت مردانہ اعصابی دماغی کمزوری کی بہترین دوا ہے

جناب حکیم محمد عمر صاحب قادیان فرماتے ہیں۔ کہ میں یہی گولیاں استعمال کرتا ہوں۔ اور اب تک چار شیشیاں استعمال کر چکا ہوں۔ یہ گولیاں اعلیٰ درجہ کی مصفی خون محرک اور مقوی اعصاب ہیں۔

قیمت ایک ماہ کی خوراک چھ روپے۔

نصف ماہ تین روپے۔ محصول ۶ر

تیار کردہ فیض عام میڈیکل ہال قادیان

تیار کردہ فیض عام میڈیکل ہال قادیان